جناب غلام مصطفےٰ ظہیر
(متعلّم جامعہ علومِ اثریہ)

قسط (۳) آخری

اتباعِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلم

کتاب وسنّت کے متعلق آپؐ کی وصیت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں :

"صلّی بنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ذات یوم ثمّ اقبل علینا بوجھہٖ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون و وجلت منہا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کانّ ھٰذہٖ موعظۃ مودّع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسّمع والطّاعۃ وان کان عبدًا حبشیًّا فانّہ من یّعش منکم بعدی فسیریٰ اختلافًا کثیرًا فعلیکم بسنّتی وسنۃ الخلفاء الرّاشدین المھدیین تمسّکوا بھا وعضّوا علیھا بالنّواجذ وایّاکم ومحدثات الامور فانّ کلّ محدثۃ بدعۃ وکلّ بدعۃ ضلالۃ۔"

(مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسّنّۃ)

" ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپؐ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور انتہائی مؤثر نصیحت فرمائی جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل لرز گئے۔ ایک صاحب بولے اللہ کے رسولؐ، یہ نصیحت تو گویا کسی الوداع کہنے والے کی سی نصیحت ہے، آپؐ ہمیں وصیت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، حکم سننے اور اسے بجا لانے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ (حکم دینے والا) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد جو شخص تم میں سے

زندہ رہے گا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، تم اس وقت میری سنّت کی اتباع کرنا اور میرے خلفائے راشدینؓ کی سنت کی اتباع کرنا، اسے دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچتے رہنا، کیونکہ ایسا ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی!"

افسوس! آج امت میں سے اکثر لوگ اس نصیحت کو فراموش کرکے دین میں نئی نئی باتوں کو رواج دے چکے ہیں، اور ان پر اس قدر سختی سے عمل کرتے ہیں کہ نماز، روزہ تک کی تو انہیں پرواہ نہیں، لیکن یہ بدعات ہاتھ سے جاتی رہیں، یہ ناممکن ہے۔ ان کے اسی طرزِ عمل کا یہ نتیجہ ہے کہ اصل دین پسِ پردہ چلا گیا ہے، اور خود ساختہ اور خانہ ساز چیزوں نے دین کی حیثیت اختیار کرلی ہے ـــــ سچ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة۔"

(مشکوٰۃ، باب الاعتصام)

"جو قوم کسی بدعت کو رواج دیتی ہے، اسی قدر سنت ان کے ہاں سے اٹھالی جاتی ہے۔"

حضرت حسانؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم اپنے دین میں بدعت کو جگہ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسی قدر سنّت کو ان کے درمیان سے اٹھا لیتے ہیں اور پھر وہ تاقیامت ان کی طرف نہیں لوٹتی۔" (ایضاً)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعت سے اجتناب اور کتاب وسنت سے تمسک کی امت کو بڑی تاکید فرمائی ہے، کیونکہ شیطانِ لعین، جو انسان کا ازلی دشمن ہے، انسان کو گمراہ کرنے کے لیے حوالہ بظاہر نیکی کا دیتا ہے، لیکن درحقیقت وہ اسے ضلالت و ہلاکت کے مہیب غار میں دھکیل دیتا ہے۔

مثلاً درود شریف پڑھنا بہت بڑی نیکی ہے، لیکن اذان کے بعد پڑھنے کی بجائے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے) اس سے قبل جو خانہ ساز درود پڑھے جاتے ہیں، واضح طور پر دین میں اضافہ، اس کے بگاڑ کا باعث اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کھلی نافرمانی ہے، جبکہ آپؐ کی نافرمانی کی سزا قرآنِ مجید نے جہنم تبلائی ہے ــــ

اب ظاہر ہے کہ یہاں حوالہ بظاہر نیکی کا ہے، لیکن نتیجہ گمراہی! —— پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام و فرامین کی لفظ بہ لفظ، حرف بحرف بجا آوری ہی میں ہماری فلاح اور دین و دنیا کی بھلائی پوشیدہ ہے۔ اسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا:

"انّ الشّیطٰن ذئب الانسان کذئب الغنم یأخذ الشّاذۃ والقاصیۃ والنّاحیۃ وایّاکم والشّعاب ۔ الحدیث!

(مشکوٰۃ، باب الاعتصام)

"شیطان، انسان کا بھیڑیا ہے، جیسے بکریوں کا بھیڑیا۔ وہ ایسی بکری کو اچک لیتا ہے جو ریوڑ سے بھاگ جائے، اس سے دور دور رہے یا کنارے پر ہو۔ خبردار، خطرناک گھاٹیوں سے بچو (کہ کہیں شیطان تمہیں اچک نہ لے)"!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں:

"خطّ لنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم خطاً ثم قال ھٰذا سبیل اللہ ثم خطّ خطوطا عن یّمینہ وعن شمالہ وقال ھٰذہ سبل علی کلّ سبیلٍ منھا شیطٰن یدعوا الیہ وقرأ انّ ھٰذا صراطی مستقیما الاٰیۃ۔" (مشکوٰۃ، باب الاعتصام)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ پھر اس خط کے دائیں بائیں کچھ اور خطوط کھینچ کر فرمایا، یہ بھی کچھ راستے ہیں، جن میں سے ہر رستے پر شیطان موجود، اس راہ کی طرف بلاتا ہے۔"

پھر آپؐ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

"وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ۔ الاٰیۃ!" (الانعام: ۱۵۳)

"یہ میری سیدھی راہ ہے، تم اسی کی اتباع کرو، اور مختلف راہوں پر نہ نکل کھڑے ہو، کہ یہ تمہیں اس (رب تعالیٰ) کی راہ سے دور کر دیں گے۔"

مقصود یہ کہ صراطِ مستقیم تو صرف ایک ہے، یعنی کتاب وسنت کی راہ، یا بالفاظِ دیگر اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! —— جو شخص اس راہ سے ایک اِنچ برابر بھی ادھر ادھر ہٹے گا، اس کا ازلی دشمن شیطان مردود اُسے گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

تکمیلِ دین

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نیز بدعات سے اجتناب کے مسئلہ پر درج ذیل فرمانِ الٰہی کی روشنی میں بھی غور کر لینا ضروری ہے، قرآنِ مجید میں ہے:

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" (المآئدۃ: ۳)

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے بطورِ دین پسند فرما لیا ہے!"

یہ آیت عرفہ کے دن جمعہ کی شام کو نازل ہوئی —— مطلب واضح ہے کہ دین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں مکمل ہو چکا تھا، شریعت کی تکمیل بھی ہو گئی، اور آپؐ کے بعد دوسرا کوئی نبی بھی نہیں آئے گا، لہٰذا اب اس دین کے اندر کسی قسم کا کوئی اضافہ ناقابلِ برداشت ہے —— اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک پیالہ پانی سے لبالب بھرا ہوا ہے، جس میں مزید ایک قطرہ کی بھی گنجائش باقی نہیں —— ظاہر ہے کہ اس میں مزید پانی اگر ڈالا جائے گا تو وہ بہہ کر ضائع ہو جائے گا اور یہ حرکت سوائے حماقت کے اور کچھ نہ ہو گی —— بالکل اسی طرح دین میں کسی نئے کام کو داخل کرنے والا نہ صرف ثواب سے قطعاً محروم رہے گا، بلکہ الٹا عذاب کا مستحق بھی ہو گا۔ اس لیے کہ اس نے تکمیلِ دین کا انکار کر کے قرآنِ مجید کو جھٹلانے کی جسارت کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی کی کہ آپؐ نے دین کی بعض باتیں ہم سے چھپا لی تھیں، جنہیں اس نے اب دریافت کیا ہے۔ علاوہ ازیں اپنی اس حرکت سے وہ خود شریعت ساز بننے کی کوشش بھی کرتا ہے، حالانکہ شارع صرف اللہ رب العزت ہیں —— اسی لیے قرآنِ مجید

نے اس حرکت کو رب کا شریک بنانے سے تعبیر کیا ہے —— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ —— الاٰية !" (الشورٰی : ۲۱)

"کیا ان کے لیے ایسے شریک ہیں، جنہوں نے ان کے لیے دین سے ایسی باتیں مقرر کی ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا!"

اور یہ بات معلوم ہے کہ مشرک کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں —— قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اٹھارہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، ان کے باپوں، ان کے بھائیوں اور ان کی اولادوں کا ذکرِ خیر کرنے کے بعد فرمایا:

"وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ." (الانعام: ۸۹)

"اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، سب ضائع ہو جاتے!"

اس تفصیل سے بدعت کا انتہائی مکروہ، بھیانک چہرہ بے نقاب ہو کر سامنے آجاتا ہے —— حقیقت یہ ہے کہ کسی کام میں اتباع و اطاعت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بجائے اگر اپنی مرضی اور رائے کو دخیل بنا لیا جائے گا، تو یہ کام بظاہر خواہ کتنا ہی اچھا معلوم کیوں نہ ہو، اس سے ثواب کی امید رکھنا عبث ہے —— حدیث میں ایک واقعہ موجود ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں:

"بعث رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عبد الله بن رواحة في سريّةٍ فوافق ذالك يوم الجمعة فغدا اصحابهٗ وقال اتخلّف واصلّي مع رسولِ الله صلّى الله عليه وسلّم ثمّ الحقهم فلمّا صلّى مع رسول الله صلّى الله عليه وسلم راٰه فقال ما منعك ان تغدُوَ مع اصحابك فقال اردتّ ان اصلّي معك ثمّ الحقهم فقال لو انفقت ما في الارض جميعا مّا ادركت فضل غدوتهم."

(مشکوٰۃ، کتاب الجهاد)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو ایک سریہ میں جانے کا حکم فرمایا، اس دن جمعہ تھا، آپؓ کے ساتھی تو صبح کو

روانہ ہو گئے، لیکن حضرت عبداللہؓ نے سوچا کہ میں پیچھے رہوں گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر کے ساتھیوں کے ساتھ مل جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپؓ کو نماز کے موقع پر دیکھا تو استفسار فرمایا، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح صبح کیوں نہ چلے گئے؟ انہوں نے جواب دیا، اللہ کے رسولؐ! میں چاہتا تھا کہ آپؐ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر کے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا، اگر آپ زمین بھر کے خزانے جمع کر کے انہیں فی سبیل اللہ خرچ کر دیں تو بھی اپنے ان ساتھیوں کی فضیلت کو نہیں پا سکیں گے، جو صبح ہوتے ہی روانہ ہو گئے تھے۔"

اس واقعہ سے جہاد کی فضیلت کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی حرف بہ حرف تعمیل کی فضیلت بھی ظاہر و باہر ہے —— مقامِ غور ہے کہ حضرت عبداللہؓ ایک انتہائی نیک کام کے لیے رکے تھے۔ ان کا یہ جذبہ انتہائی قابلِ قدر تھا کہ نہ جانے زندگی وفا کرے یا نہ کرے، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دفعہ مزید نمازِ جمعہ پڑھنے کی سعادت حاصل کر سکیں لیکن آپؐ نے اپنے فرمان (صبح روانہ ہونے) کے مقابلہ میں ان کی اس سوچ کو پسند نہیں فرمایا اور مذکورہ جواب دیا۔

اس طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے عید الاضحیٰ کے دن نمازِ عید سے قبل قربانی ذبح کر دی، تو آپؐ نے فرمایا، آپ کی یہ قربانی، قربانی نہیں، آپ دوبارہ قربانی کریں۔ حالانکہ ان کی نیت بھی ثواب کی تھی، قربانی خود بھی ایک افضل عمل ہے، لیکن چونکہ یہ طریقۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹ کر تھی، لہٰذا آپؐ نے فرمایا، آپ کی یہ قربانی مقبول نہیں!

تو پھر جو کام آپؐ نے نہ کیا ہو، یا اس کے کرنے کا حکم نہ دیا ہو، اسے اگر ثواب سمجھ کر کیا جائے گا تو رب کی بارگاہ میں یہ عمل کیونکر مقبول ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین و دنیا کے تمام امور میں اتباع و اطاعتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توفیق ارزانی فرمائیں —— آمین! ثم آمین!